ماہنامہ سرگزشت کراچی

سچی کہانیاں آپ بیتیاں جگ بیتیاں

اگست 2019

بانی
معراج رسول

صفحات 290
قیمت 100 روپے

جشنِ آزادی مبارک

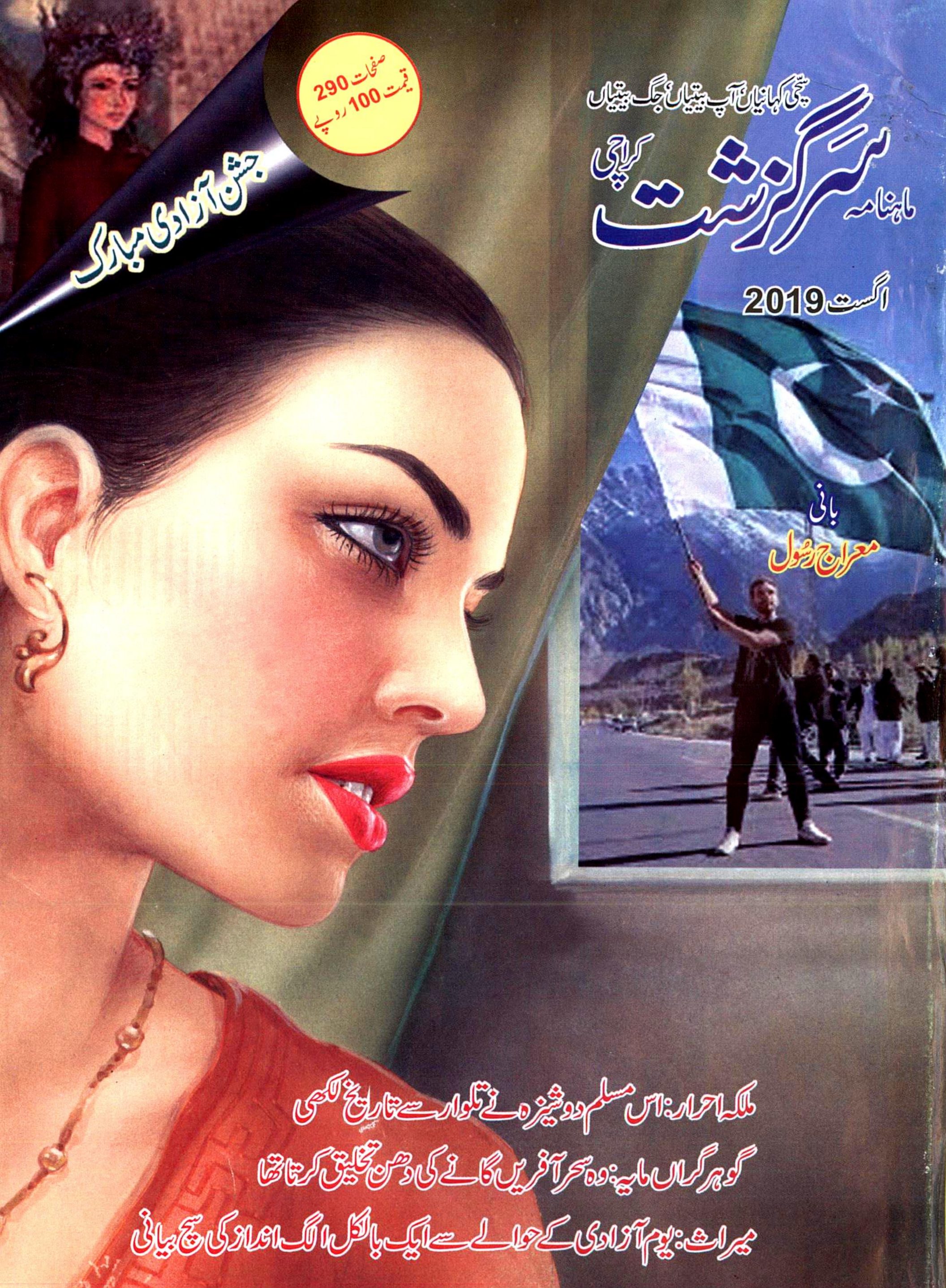

ملکہ احرار: اس مسلم دوشیزہ نے تلوار سے تاریخ لکھی

گوہر گراں مایہ: وہ سحر آفریں گانے کی دھن تخلیق کرتا تھا

میراث: یوم آزادی کے حوالے سے ایک بالکل الگ انداز کی سچ بیانی

سرگزشت
سرحد کا شیر
اداره 06
ایک صفحہ میں مکمل، مختصر، مختصر
ایک نادر روزگار کا تعارف

گفت و شنید
شہر خیال
مدیر اعلیٰ 07
آپ کی باتیں آپ کے خیال آپ
کے مشورے اور آپ کے سوال

شخصیت
ملکۂ احرار
زرین قمر 16
ایک جبری
دوشیزہ کا زندگی نامہ

مشعل راہ
عاقل کامل
تنویر ریاض 43
اس نے انوکھے انداز سے
نجات کی راہ تلاش کی

ایمان افروز
جہاد نفس
ضیا تسنیم بلگرامی 51
ولی کامل کی زندگی کا ہر
دن ایک سبق ہوتا ہے

عزم و حوصلہ
ہمت
محمد سجاول خان 65
شہرت کی بلندیوں پر پہنچنے
کے لیے اس نے خود راستہ بنایا

تذکرہ
سفارت کار
طارق عزیز خان 75
منگول سرداروں نے دشمنوں
کے سفیر کو اپنا سفیر بنایا

فلم نگری
گوہرِ گراں مایہ
انور فرہاد 81
سات سروں کا شہنشاہ تھا
وہ معروف موسیقار کا تذکرہ

انوکھے واقعات
مرگ زدہ
شیراز خان 103
عقل کو حیران کر
دینے والے واقعات

یادیں
سرفروش
ڈاکٹر ساجد امجد 109
انگریزوں کے لیے موت
بن جانے والے شخص کی کتھا

معلومات
گھڑی
شکیل ادریس 127
گزرتے وقت کا صحیح ادراک
کرنے والا یہ آلہ کتنا ضروری ہے

معلومات
باکمال مصور
شکیل صدیقی 133
مصوری میں پاکستان کی پہچان
کہے جانے والے مصور کا عکس زندگی

ماہنامہ سرگزشت میں شائع ہونے والی ہر تحریر کے جملہ حقوقِ طبع و نقل بحق ادارہ محفوظ ہیں، کسی بھی فرد یا ادارے کے لئے اس کے کسی بھی حصے کی اشاعت یا کسی بھی طرح کے استعمال سے پہلے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔ بصورتِ دیگر ادارہ قانونی چارہ جوئی کا حق رکھتا ہے۔
✿ تمام اشتہارات نیک نیتی کی بنیاد پر شائع کیے جاتے ہیں۔ ادارہ اس معاملے میں کسی بھی طرح ذمے دار نہ ہوگا۔

سفر کہانی
سفر پہلا پہلا
149 ندیم اقبال
الفاظ کی جادو بیانی کا شہکار
ایک الگ انداز کی سفر کہانی

خراج تحسین
ماں
175 منظر امام
وہ ماں کی طرح بے سہاروں
کو سہارا دیتی رہی

معاشرت
ناسور
180 ڈاکٹر عبدالرب بھٹی
ایک معصوم نوجوان کی خون
رنگ لہو گرما دینے والی داستان

پہلی سچ بیانی
میراث
206 علی ذیشان
وطن پرستوں نے وطن کی
خاطر کیسی کیسی قربانیاں دی ہیں

دوسری سچ بیانی
شکست
223 عنایت حسین عطاری
اللہ تعالیٰ سب
سے بڑا منصف ہے

تیسری سچ بیانی
خون تمنا
235 آصف
قیام پاکستان کے وقت
اس کی تمناؤں کا خون ہوا

چوتھی سچ بیانی
سراب
243 عذرا احمد
ایک معصوم دوشیزہ کی زندگی
گھر والوں نے تباہ کردی

پانچویں سچ بیانی
ان چاہی جنت
254 فہمی فردوس
گھر بچانے کے لیے عورت
کیسی کیسی قربانیاں دیتی ہے

چھٹی سچ بیانی
پولیو ورکر
265 آصف مالک
ماں باپ کے تجربے کو مسترد
کرنے والی لڑکیاں کبھی خوش نہیں رہتیں

ساتویں سچ بیانی
جہنم در جہنم
274 نسرین اختر نینا
وہ ناکردہ گناہوں کی سزا
بھگتنے پر مجبور بنادی گئی

آٹھویں سچ بیانی
اعزاز
281 ساگر تلوگر
شہید وطن کی قبر پر لگانے کے لیے قومی
پرچم بنوایا مگر لگایا دوسری قبر پر

نویں سچ بیانی
قربانی
287 مظہر مشتاق
قیام پاکستان کے وقت اپنے
ایک منفرد انداز کی قربانی دی تھی

قرآن حکیم کی مقدس آیات و احادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہذا جن صفحات پر آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بےحرمتی سے محفوظ رکھیں۔

بیرون ممالک مقیم اُردو صارفین ہر ماہ اپنے پسندیدہ ڈائجسٹ بذریعہ ای میل پی ڈی ایف فارمیٹ میں حاصل کریں

تفصیلات کے لیے مندرجہ ذیل ای میل پر رابطہ کریں۔

urdusoftbooks@gmail.com urdusoftbooks.com

یہ سروس بذریعہ پے پال مناسب قیمت پر دستیاب ہو گی

بذریعہ ای میل رابطہ کرنے کے لیے یہاں کلک کریں

ملکہ احرار

زرین قمر

آٹھ سو سال تک ہسپانیہ پر حکومت کرنے والے مسلمانوں کو شکست دے کر وہاں سے نکالا گیا تو وہ آس پاس کے کئی ممالک میں پھیل گئے۔ اس وقت مراکو بنجر زمینوں، سنگلاخ پہاڑی سلسلوں اور دوسری طرف گھنے جنگلات سے گھرا ہوا تھا۔ ایسے دشوار گزار علاقے میں بھی بڑی تعداد میں ہسپانوی پناہ گزین پہنچ گئے۔ انہوں نے ویران پہاڑیوں، گھنے جنگلوں میں نئی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اسے استحکام دیا۔ ایسی ہی ایک نئی سلطنت کے سردار کی وہ بیٹی تھی اس نے بھی ایک نئی تاریخ مرتب کی۔ دانائی و جرأت کا نیا باب رقم کیا۔

بہادری ودانائی کا مرقع، تاریخ کی ایک عاقل دوشیزہ کا قصہ

رات کے اندھیرے نے شہر کو ڈھک دیا تھا۔ اونچی اونچی عمارتوں کی تنگ گلیوں میں خاموشی کا راج تھا۔ کہیں کوئی جاندار نظر نہیں آرہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے شہر پر کسی جادوگر نے چھڑی گھما دی ہے اور پورا شہر سو گیا ہے۔ گو کہ رات اتنی زیادہ نہ تھی کہ ایسا سناٹا طاری ہو جاتا۔ لوگ خوف میں گھرے تھے اسی لیے ایسی خاموشی تھی۔ تبھی گلی میں کچھ لوگ داخل ہوئے، پچھلی گلی سے یہ لوگ اس گلی میں آئے تھے۔ سب نے احتیاط کا دامن تھام رکھا تھا اسی وجہ سے قدموں کی چاپ تک ابھر نہیں رہی تھی۔ وہ بہت خاموشی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ ان میں کچھ بچے بھی تھے اور خواتین بھی۔ سب نے لمبے لمبے عبادے نما لباس پہن رکھے تھے۔ ان میں ایک جو سب سے آگے چل رہا تھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس قافلے کا سردار ہو۔ اس نے ایک چھوٹے بچے کی انگلی پکڑ رکھی تھی۔ قدم ملانے کی کوشش کر رہا تھا۔

''ابراہیم، عائشہ کا خیال رکھو، اسے اپنے قریب ہی رکھو، کہیں وہ پیچھے نہ رہ جائے۔'' اس شخص نے گردن موڑ کر دبی آواز میں بچے سے کہا اور اپنے کاندھوں پر پڑی چادر کو درست کرتے ہوئے اس سے اپنا آدھا چہرہ چھپالیا۔

''یاسیدی۔'' بچے نے فرمانبرداری سے جواب دیا اور پیچھے مڑ کر دیکھا، اس کی بہن عائشہ جو اس سے دو سال بڑی تھی قدرے سست چل رہی تھی وہ اپنی والدہ کے ساتھ آرہی تھی جن کی گود میں اس کا چھوٹا بھائی محمد تھا جو چند ماہ کا تھا۔ ابراہیم نے اپنی رفتار سست کی اور عائشہ کے قریب آنے پر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''ارے یہ کیا؟'' عائشہ نے تعجب سے پوچھا۔

''بابا کہتے ہیں تمہارا خیال رکھوں۔'' ابراہیم نے جواب دیا۔ ''کہیں تم کھو نہ جاؤ۔''

''میں تم سے بڑی ہوں ابراہیم۔ میں تمہارا خیال رکھوں گی تم میرا نہیں۔'' عائشہ نے جواب دیا۔

''چلو یونہی سمجھ لو۔ میں تمہارا ہاتھ پکڑ لیتا ہوں، تم ہی میرا خیال رکھ لینا۔'' پانچ سالہ ابراہیم نے کسی بڑے بزرگ کی طرح اکڑ کر مسکراتے ہوئے کہا تو سات سالہ عائشہ بھی مسکرانے لگی۔ وہ سمجھ گئی کہ ابراہیم بات بڑھانا نہیں چاہتا کیونکہ اسے پتا ہے کہ عائشہ ضد کی پکی ہے اور جو کہتی ہے وہ ضرور کر دکھاتی ہے۔

چلتے چلتے اچانک آگے والے شخص نے سب کو رکنے کا اشارہ کیا۔ وہ سب رک گئے۔

''خیریت یاسیدی؟'' ایک ساتھی نے پوچھا۔

''مجھے کچھ آوازیں آرہی ہیں۔ شاید آگے خطرہ ہے۔'' اس نے جواب دیا۔

''پھر کیا کریں؟ ساحل کچھ ہی دور رہ گیا ہے۔'' اس ساتھی نے کہا۔

''ٹھہرو، میں دیکھتا ہوں۔'' آگے چلنے والے شخص نے کہا اور تیز تیز قدم بڑھاتا گلی سے دائیں طرف مڑ گیا۔ کچھ آگے جانے کے بعد وہ بائیں جانب مڑا اور پھر ایک کھلی جگہ کے سرے پر پہنچ گیا۔ سامنے ایک کھلا میدان تھا جہاں ایک

عاقلِ کامل

تنویر ریاض

دولت حاصل کرنا انسان کی پہلی خواہش ہے تاکہ وہ امارت کا مزہ لوٹ سکے لیکن دولت اتنی آسانی سے نہیں آجاتی۔ اسے حاصل کرنے کے لیے تگ و دو کرنا پڑتا ہے۔ مسلسل محنت اور عقل کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ وہ بھی اسی نکتے پر چل رہا تھا۔ عقل کو استعمال کرتے ہوئے اس نے دولت حاصل کرنے کا ایک بالکل نیا راستہ اپنایا پھر تو گویا دولت کی بارش ہونے لگی۔

عالمی طور پر مشہور ارب پتی کا تذکرہ

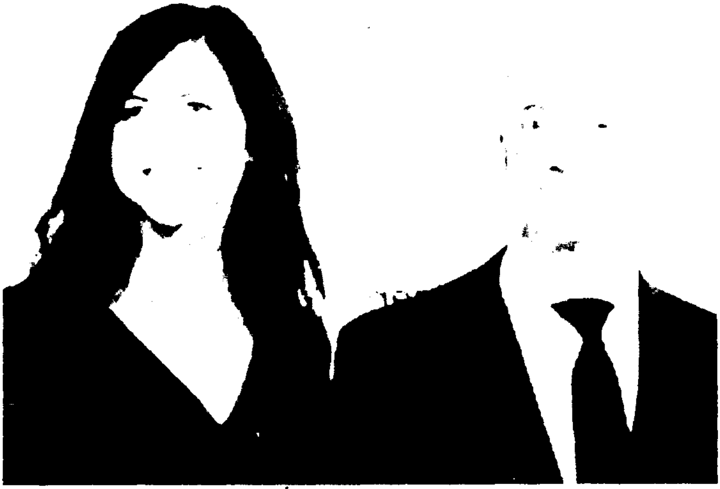

وہ منہ میں سونے کا چمچہ لے کر پیدا نہیں ہوا۔ نہ ہی اس کے خاندان میں کوئی امیر کبیر شخص تھا جس کی انگلی پکڑ کر وہ آگے بڑھتا۔ اس نے انتہائی نامساعد حالات میں زندگی کا سفر شروع کیا۔ تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لیے ریستوران میں نوکری کی۔ نانا کے کھیتوں پر کام کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک جگہ ملازمت کی لیکن یہ اس کی منزل نہیں تھی۔ وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ وہ جان گیا تھا کہ آنے والے دنوں میں لوگوں کی ضروریات کیا ہوں گی۔ انٹرنیٹ کی ایجاد نے تہلکہ مچا دیا تھا۔ اس کے زرخیز ذہن نے بھی اس سے فائدہ اٹھانے کا سوچا اور اس نے قرض ادھار کر کے اپنے ذاتی

جہادِ نفس

ضیاء تسنیم بلگرامی

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ تمام مخلوق سے افضل لیکن اسے یہ نفس آسانی شکست دے دیتا ہے۔ وہ بھی نفس سے شکست کھانے پر بالکل تیار نہ تھا، اس نے کوشش کی، لگاتار کوشش اور پھر وہ اس مرتبے پر جا پہنچا جہاں پہنچنے کے لیے لوگ خواب دیکھتے ہیں۔

ایک ولی کامل کی داستان سبق آموز

ایران کے علاقے ''رے'' میں جہاں امام فخر الدین رازی اور مشہور کیمیا داں ابوبکر بن زکریا رازی جیسے باکمال لوگ پیدا ہوئے، وہیں اہل اللہ اور صوفیائے کرام کے مقدس وجودوں سے یہ سرزمین چمکتی مہکتی رہی۔ یہیں دوسری صدی ہجری میں حسین نامی ایک شخص کے گھر میں چاند جیسا بیٹا پیدا ہوا۔ اس کے حسن اور چہرے سے پھوٹنے والی نورانی کرنوں نے ہر دیکھنے والے کے دل و دماغ کو یکساں متاثر کیا۔ ایک ہفتہ تو اس کی پیدائش کی خوشیاں منائی

ہمت

محمد سجاول خان

ہر شخص چڑھتی جوانی میں، کھلی آنکھوں سے کچھ خواب دیکھتا ہے مگر ان خوابوں کی تعبیر خال خال ہی لوگوں کا نصیب ٹھہرتی ہے۔ وہ بھی جوانی کی سیڑھی پر پہنچ کر خوابوں کا اسیر ہو گیا جب کہ اس کے والد نے اسے اپنے پیشے میں لانا چاہا تھا۔ ریسلنگ کا چمکتا ستارا بنانا چاہا تھا مگر قسمت تو اسے کچھ اور بنانا چاہتی تھی، پھر وہی ہوا جو اس کے والدین نے سوچا بھی نہیں تھا۔

ہالی ووڈ کے ایک معروف اداکار کی زندگی کا عکس

یہ 2 مئی 1972 کی ایک شام تھی۔ کیلیفورنیا کے اس مشہور اسپتال کے کوریڈور میں ایک سیاہ فام شخص بے قراری سے ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر فکر عیاں تھی۔ وہ کبھی ادھر جاتا کبھی ادھر اور بار بار اپنا دھیان کہیں اور لگانے کی کوشش کرتا کیونکہ اس کی بیوی ڈلیوری روم میں تھی۔ اس کے دماغ میں طرح طرح کے خیال آ رہے تھے۔ سب کچھ خیریت سے ہو جائے وہ بس یہی دعا مانگ رہا تھا۔

اچانک اسے اندر سے ایک نرس آتی دکھائی دی۔ وہ

سفارت کار

طارق عزیز خان

منگول فوجیوں کی سفّاکی، چنگیز خان اور ہلاکو خان کی درندگی کے سینکڑوں قصّے زبان زد عام ہیں لیکن انہی منگولوں کے کچھ ایسے بھی واقعات ہیں جو ان کی دانائی کے عکاس ہیں۔ انہی واقعات میں سے ایک واقعہ کہ سفارت کاری کے لیے ایک معروف جہاز راں کا انتخاب ہوا جو ان کے دشمنوں سے قریب تھا۔

تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے توشہ

13 ویں صدی کی شروعات یورپی معیشت کے لیے آفت کا زمانہ تھا۔لگ بھگ ایک صدی پر مشتمل طویل صلیبی لڑائیوں نے یورپین تجارت کے کس بل نکال دیے تھے۔کلیسائے روم کی توقع کے برخلاف ان جنگوں میں انہیں شکست ہوگئی تھی اور مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا تھا۔ ان طویل جنگوں کے دوران ایشیائے کوچک کے سلک روٹ اور بحیرہ عرب، بحیرہ احمر اور بحیرہ روم کے رومن انڈیا روٹ خطرناک ہوگئے تھے۔یورپ کو ایشیائی خام مال کی

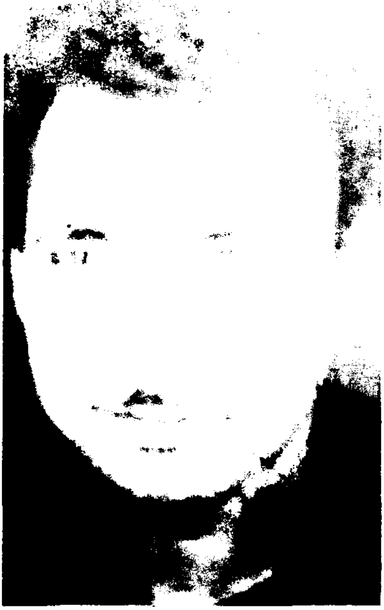

فلم نگری

گوہرِ گراں مایہ

انور فرہاد

اس بات سے شاید ہی کوئی انکار کرے کہ پاکستانی فلم سنسار کو اوج پر پہنچانے میں ان گوہر گراں مایہ کی سعی مسلسل کا دخل بہت زیادہ ہے جو جی جان سے محنت کرتے تھے۔ خدمت فن کے لیے خود کو وقف کر چکے تھے تبھی تو مختصر سے عرصے میں پاکستان کی فلمی دنیا آگے، بہت آگے پہنچ گئی تھی۔ انہی بے مثل افراد میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ فلمی موسیقی کو دوام بخشنے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے کہ وہ شائقین کی پہلی پسند تھے اور آج بھی پسند کیے جاتے ہیں۔

جادو اثر موسیقی ترتیب دینے والے کا احوالِ زیست

اللہ اللہ کیسے اچھے تھے وہ لوگ جنہوں نے ایسی ایسی اچھی باتیں کہیں کہ آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا۔ اور فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا۔ عام لوگ تو کسی اچھے آدمی کے بارے میں کہتے ہیں۔ ”ارے بھئی! وہ تو فرشتہ ہے فرشتہ۔“ مگر فرشتہ بننا آسان ہے۔ انسان بننا بہت مشکل ہوتا ہے، بہت دشوار ہوتا ہے۔

آیئے! آج کی نشست میں آپ کو ایک انسان سے ملواتا ہوں۔ ایک ایسے انسان سے جس کے بارے میں یہ کہا

مرگ زدہ

شیراز خان

موت برحق ہے۔ ہر شے کو فنا ہونا ہے۔ دنیا میں پیدا ہونے والے ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے لیکن ایسے لاکھوں کروڑوں لوگ بھی گزرے ہیں جنہوں نے وقت سے پہلے موت کو گلے لگایا۔

ان معروف شخصیات کا تذکرہ جنہیں ناگہانی موت ملی

انسان خدا کی سب سے خوب صورت تخلیق ہے مگر وہ فنا ہونے کے لیے ہے اس لیے فنا ہوجاتا ہے۔ چاہے وہ نامور ہو یا گم نام اسے مرنا ہی پڑتا ہے۔

"مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے۔ زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے۔"

موت ہر ایک کے لیے ہے۔ چاہے وہ کسی بھی انداز سے آئے۔ وہ اپنے شکار کو اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ جنگیں ہوتی ہیں تو بڑے بڑے لوگ مار دیے جاتے ہیں۔

زمانۂ قدیم سے زمانہ حال تک ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جن کی موت طبعی ہوئی ہو۔ یعنی جنگ کی صورت میں، خودکشی کر کے، کسی حادثے کے نتیجے میں۔ ایسی ناگہانی موت ایک جھٹکا سا دے جاتی ہے اور غیر فطری موت کہلاتی ہے۔

ایسی اموات دنیا کے ہر حصے میں ہوتی ہیں۔ ان میں مشہور لوگ بھی ہیں اور عام انسان بھی۔ زمانہ قدیم سے اب تک تو ایسے لاکھوں افراد ہوں گے لیکن ذکر ہے ان مشہور و معروف لوگوں کا جنہیں ہم جانتے ہیں۔ جن کے نام سن رکھے

سرفروش

ڈاکٹر ساجد امجد

انگریزوں کو برصغیر سے نکالنے کے لیے یہاں بسنے والی ہر قوم نے جدوجہد کی۔ میرٹھ چھائونی سے منگل پانڈے نے بغاوت کا علم بلند کیا تو جنرل بخت خان نے بھی اپنی استطاعت سے بڑھ کر انگریزوں پر وار کیا، جھانسی کی لکشمی بائی نے انگریزوں کو للکارا تو چاند بی بی اور حضرت محل بھی پیچھے نہیں رہیں۔ انگریز اور بنیوں کی غلامی سے آزادی کی جدوجہد کا ایک ناقابل فراموش کردار جو تاریخ میں بھگت سنگھ کے نام سے زندہ ہے، جس نے ہنستے ہوئے پھانسی کا پھندا قبول کیا تھا کیونکہ سکھ ایک بہادر قوم ہے جسے کانگریس نے بے وقوف بنا لیاتھا۔ سکھوں کی تنظیم اکالی دل کے رہنما کرتار سنگھ کو اپنے ساتھ ملا کر اپنا راستہ صاف کر لیاتھا۔ ورنہ آج پاکستان کی طرح خالصتان بھی ایک آزاد ملک ہوتا، بھگت سنگھ کی قربانی رائیگاں نہ جاتی۔

1907ء میں جب برصغیر تحریک آزادی کے نعروں سے گونج رہا تھا اسی دور کی بات ہے۔ ضلع لائل پور (فیصل آباد) کے بنگا گاؤں کی اس حویلی میں سناٹا پھیلا ہوا تھا۔ گھر کا صحن لوگوں سے کم دھوپ سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔

اندر کوٹھری میں کچھ سکھ عورتیں گھر کی مالکن ودیاوتی کو گھیرے بیٹھی تھیں۔ ودیاوتی زچگی کے عمل سے گزر رہی تھی اور یہ عورتیں اس کی مدد کو آئی تھیں کیونکہ سب کو معلوم تھا گھر میں کوئی مرد نہیں۔ ودیاوتی کا شوہر کشن سنگھ اور اس کا دیور

گھڑی

شکیل ادریس

وقت دیکھنے کے اس آلے کا ذکر جو ہماری زندگی میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ کیسے ایجاد ہوا، کن مراحل سے گزرا اور کس طرح ہماری زندگی کا جز لاینفک ثابت ہوا۔ مختصراً بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔

معلومات کے شائقین کی مدارات

گھڑی کی اب لاتعداد اقسام ہیں مگر سب سے پہلے جب انسان نے وقت معلوم کرنا یا اس کا حساب رکھنا شروع کیا تو وہ سورج گھڑی تھیں۔ یہ گھڑیاں عمودی، افقی یا کسی دوسری حالت میں بھی ہوسکتی تھی۔ یہ خیال رکھا جاتا تھا کہ دھوپ اس چیز پر بلا روک ٹوک پڑ سکے، تاکہ ہم سایے کو دیکھ سکیں۔ یہ سایہ درمیان میں لگی لکڑی یا کسی بھی سیدھی چیز کا ہوتا تھا۔ اس سایے کی حرکت کو نظر میں رکھتے ہوئے وقت کا تعین کیا جاتا تھا۔ یہ گھڑیاں بابل، چین، ہندوستان اور مصر میں استعمال ہوتی تھیں۔ اس گھڑی میں سب سے بڑی قباحت یہ تھی کہ اسے صرف دن میں استعمال کیا جاسکتا تھا، اس لیے کہ رات کو سورج ڈوب جانے پر گھڑی کے ڈائل پر سایہ نہیں بنتا تھا اور وقت کا پتا نہیں چلتا تھا۔ موسم ابر آلود ہو یا بارش ہو رہی ہو تب بھی یہ گھڑی کام نہیں کرتی تھی اس لیے کہ سایہ نہیں بنتا تھا۔

اس کے بعد جو گھڑی بنی نوع انسان نے ایجاد کی وہ

باکمال مصوّر

شکیل صدیقی

پاکستان میں مصوری کی سنہری تاریخ رقم کرنے والے مصوّروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چغتائی ہوں یا صادقین، آزر زوبی ہوں یا گل جی ہر ایک نے عالمی شہرت حاصل کی۔ ان سب کا کام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ایسے ہی ناموں مین ایک نام اور ہے جس کے کام نے پاکستانی فنِ مصوری کو عالمی طور پر ایک پہچان دی۔

کینوس پر جادو جگانے والے کی داستانِ مختصر

منظر جیسے اس کی آنکھوں میں منجمد ہوگیا۔ ہر طرف تباہی و بربادی۔ بھڑکتے ہوئے شعلے اور چیختے چلاتے اجسام۔ ہر ایک کو اپنی پڑی تھی۔ اپنی جان بچانے کے لیے ہر شخص سمت کا تعین کیے بغیر بھاگ رہا تھا۔ وہ بھی اپنے باپ کے کاندھوں پر سوار تھا۔ اس وقت اس کی عمر صرف چھ برس تھی۔ وہ اور اس کا باپ اپنے مکان کو جلتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ اسے بچا نہیں سکتے تھے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں انہوں نے ایک طویل عرصہ ایک دوسرے کی رفاقتوں میں گزارا تھا۔ وہ

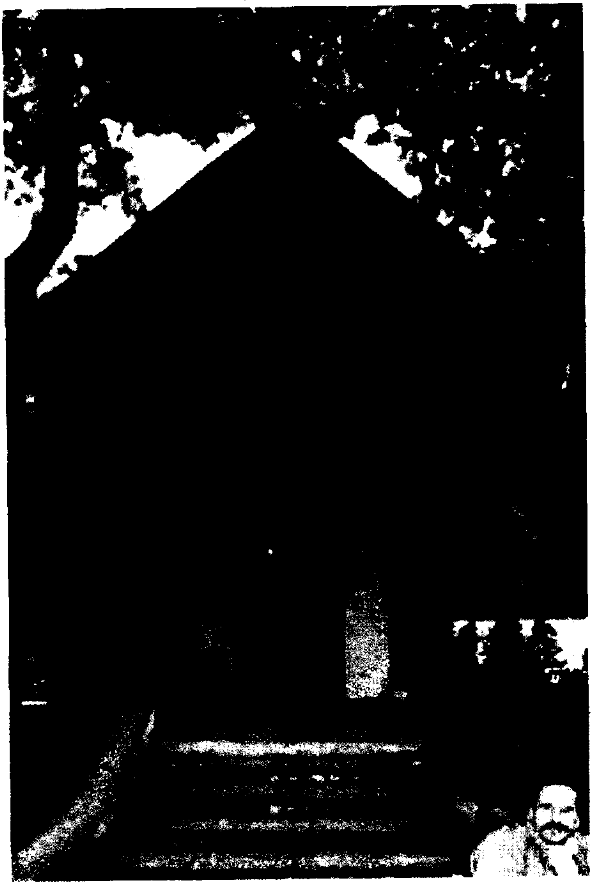

سفر پہلا پہلا

ندیم اقبال

قسط: 3

احساسات، جذبات، فہم و فراست، حکمت و تدبر اور مشاہدے کو الفاظ کا پیرہن دینا۔ اندازِ بیان کے مختلف قرینوں، سلیقوں سے ناسٹلجیائی کیفیات اور عصری صورتِ حال کو اپنی اظہاری صلاحیت کے ذریعے قارئین کی نذر کرنا، اس طرح پیش کرنا کہ پہلی سطر سے آخری سطر تک قاری اسیر رہے۔ یہ کمال ہے ندیم اقبال کا۔ ”نانگا پربت کا عقاب“ اور ”شمشال سے ٹورنٹو“ کے بعد ان کا یہ تیسرا سفر نامہ جو جوانی کے ابتدائی ایام کا احوال ہے اور ایک نئے انداز سے لکھا گیا ہے، قارئین کو پسند آئے گا۔

ایک نوجوان کے احساسات و جذبات میں گندھی سفر کہانی

پیر سائیں نے بس اتنا کہا تھا۔ ”جنڈڑی! گورنر جیلانی بیچنے پر راضی ہو تو ابھی بیعانہ دے دیتے ہیں۔“ ابھی اس کا جملہ ختم ہوا تھا کہ تین چار پولیس والے ہماری جانب بڑھتے نظر آئے۔ میرا دل دہل گیا کیونکہ مارشل لاء کا دور تھا، کسی کے ساتھ کبھی بھی کچھ بھی ہوسکتا تھا۔ پولیس والوں کا تیز نظروں سے ہماری طرف گھورتے ہوئے بڑھنا خطرے کی گھنٹی تھا۔ خود پیر سائیں کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ گلو نے منہ لپیٹا اور سائیڈ سے کھسک گیا۔ پولیس والے سائیں کے پاس

ماں

منظر امام

خدمتِ خلق ایک ایسا جذبہ ہے جس کا حکم اسلام نے خصوصی طور پر دیا ہے لیکن اس خدمت میں غیر مسلم بھی بہت آگے ہیں۔ پاکستان میں ایسے کئی نام نظر آتے ہیں جنھوں نے انسانیت کے نام پر اپنی زندگی وقف کردی، وہ بھی اسی جذبے کے تحت پاکستان آئی تھی اور اس طرح سے اس نے خلقِ خدا کی خدمت کی کہ زندہ جاوید کہلائی۔

ایک فرشتہ صفت خاتون کا ذکرِ خاص

یہ بڑے لوگ ہیں جینے کا ہنر جانتے ہیں۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے کراچی میں میڈم رتھ فاؤ کی وفات ہوئی۔ کتنے تھے جنھوں نے اس عظیم خاتون کا نام بھی نہیں سن رکھا تھا۔

وہ بھی اگر وزیراعظم، صدر آرمی چیف وغیرہ ان کے جنازے میں شریک نہیں ہوتے اور ہمارا میڈیا ان کو کور نہیں کرتا تو شاید کسی کو معلوم بھی نہیں ہو پاتا۔

اس میں عام لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ہمارا میڈیا

اکتیسویں قسط

ناسور

ڈاکٹر عبدالرب بھٹی

وہ ایک سیدھا سادہ معصوم فطرت نوجوان تھا اور اس کے گرد سازشی ذہنیت والوں کا انبوہ تھا۔ ایسے سازشیوں کے لیے وہ ترنوالہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ان کے پھیلائے ہوئے تارعنکبوت میں پھنسا چلا جارہا تھا کہ اسے احساس ہوا کہ اب مفر کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اسے بھی ان کا جواب دینے کے لیے خم ٹھونکنا ضروری ہے اور پھر اس نے کمر کس لی۔ انہی کے لہجے میں انہیں جواب دینے کی کوشش کی۔

ایک ایسی طویل کہانی جس کا ہر باب ایک نئی کہانی ہے

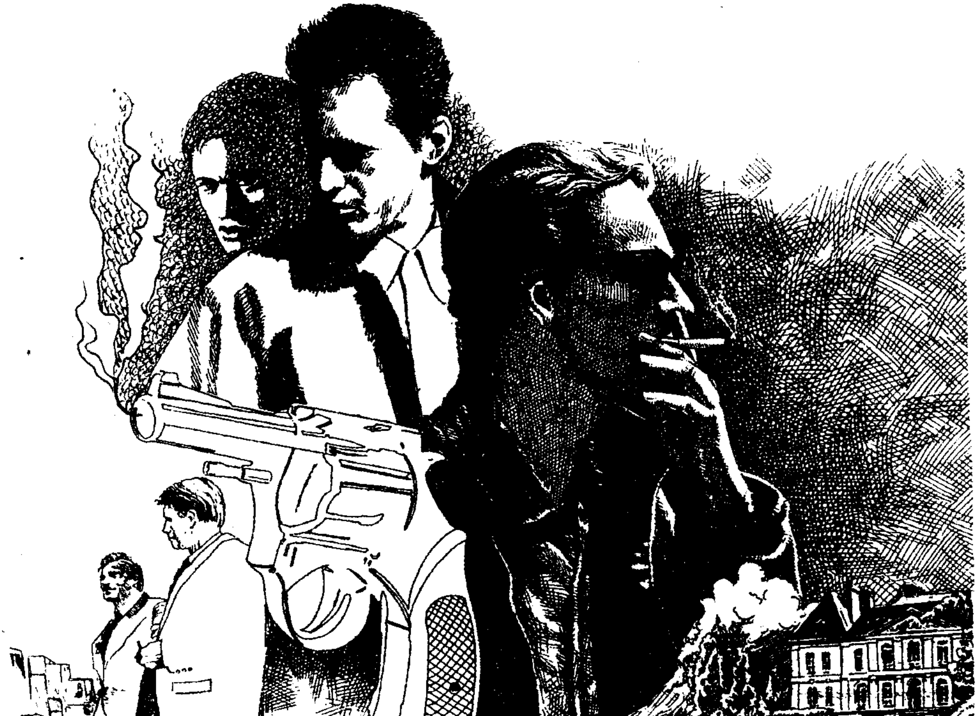

شکست

جناب مدیراعلیٰ
السلام علیکم!
اس سچ بیانی کا ایک ایک لفظ سچائی پر مبنی ہے۔ واقعات میں کہیں کوئی غلط بیانی نہیں ہے۔ صرف کرداروں کے نام بدلے ہیں۔ مقامات بھی بدل دیئے ہیں تاکہ کسی کی سبکی نہ ہو، دانیال رضا کے ساتھ جو کچھ ہوا یہ ذہن کے در کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ اللہ سب سے بڑا منصف ہے اس کا ادراک کرنے کے لیے دانیال کے واقعات کافی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ واقعہ ہر ایک تک پہنچے تاکہ ایمان مزید مضبوط ہو جائے۔

عنایت حسین عطاری
(لاہور)

دانیال رضا کی پریشانی بڑھتی جارہی تھی۔ وہ گزشتہ دو گھنٹے سے ایک فائل تلاش کررہے تھے لیکن وہ مل نہیں رہی تھی اور یہ حیرت اور اچنبھے کی بات تھی۔ گزشتہ روز وہ شام تک اس فائل پر کام کررہے تھے۔ ان کی کوشش تو یہی تھی کہ وہ گھر جانے سے پہلے یہ کام مکمل کرلیں لیکن ایسا نہیں ہوسکا۔ انہوں نے سوچا کہ اگلے روز آتے ہی وہ سب سے پہلے اس فائل کو نمٹا کر آگے بڑھادیں گے۔ وہ کام کے معاملے میں ٹال مٹول کے قائل نہیں تھے اور اپنے پاس

خونِ تمنا

محترم مدیر
سلام عقیدت!
ایک ایسی سچ بیانی بھیج رہا ہوں جو کچھ الگ سی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت ہزاروں ہزار لوگ لاشوں میں بدل گئے لیکن کچھ واقعات ایسے بھی رونما ہوئے ہیں جن میں لوگ بغیر کسی نقصان کے زندہ سلامت پاکستان پہنچ گئے لیکن اپنے ساتھ ایسی کہانیاں بھی لے آئے جو انفرادی قسم کی ہے۔ محمود دادا کی کہانی بھی کچھ ایسی ہی ہے۔

آصف
(کراچی)

یہ اگست 1982 کی بات ہے۔ ہم لوگ جمیلہ اسٹریٹ کے ایک پرانے لیکن وسیع مکان میں رہتے تھے۔ یہ مکان دادا کو کلیم میں ملا تھا، جو انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی کی مدد سے حاصل کیا تھا، جو ایک آئی سی ایس افسر تھے۔ دادا جان اس وقت ہمارے درمیان موجود تھے۔ میری عمر اس وقت نو دس سال رہی ہوگی۔ اسکول سے واپس آکر میں نے گھر کی چھت پر پاکستان کا پرچم لہرایا اور جھنڈیوں سے پورے گھر کو سجادیا۔ کیوں کہ یوم آزادی میں صرف ایک ہفتہ رہ گیا تھا۔

اس دور میں کراچی میں اس قدر چلچلاتی گرمی نہیں پڑتی تھی، جیسی گرمی کا ہمیں آج سامنا ہے۔ جون جولائی میں باقاعدہ مون سون آتا تھا اور ہفتے ہفتے بھر بارش ہوتی رہتی تھی، کیوں کہ اس وقت تک شہر کنکریٹ کا لامتناہی جنگل نہیں بنا تھا، اور درختوں کی بھی معقول تعداد نظر آتی تھی۔

میرا معمول تھا کہ شام پانچ سے سات بجے تک میں

سراب

محترم مدیر

السلام علیکم!

پہلی بار ایک سچ بیانی کے ساتھ حاضر ہو رہی ہوں۔ یہ سچ بیانی رومانہ کی ہے۔ زید اور سلونی کی ہے۔ اس تکون نے ہی اس سچ بیانی کو جنم دیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں رومانہ ذہنی مریضہ تھی اسی وجہ سے اس کے ساتھ ایسا کچھ ہوا مگر میں کہتی ہوں اسے اس اسٹیج پر پہنچانے والے اس کے گھر والے تھے۔ میری اپیل ہے ہر والدین سے کہ وہ بچوں کی پرورش اسلامی احکامات کے مطابق کریں تاکہ پھر کوئی رومانہ پیدا نہ ہو جائے۔

عذرا احمد

(کراچی)

وہ آئینے کے سامنے کھڑی مشہور گانا گنگنا رہی تھی، ساتھ ہی ساتھ کنگھی بھی کرتی جا رہی تھی۔ آگے سے کٹے ہوئے بالوں کو اسٹائل سے بل دے کر پیشانی پر آئی لٹوں کو پن اپ کیا۔ آنکھوں پر آئی لائنر کی موٹی موٹی سی لائن کھینچ کر آنکھوں کے کونوں کے اوپر تک لے گئی اور کاجل آنکھوں میں ڈال کر سیاہ آنکھوں کو مزید سیاہ کر دیا، پھر لپ اسٹک بھی اپنی اس پسندیدہ گلوکارہ کے انداز میں لگائی اور پیشانی کی لٹوں کو پنوں سے آزاد کیا تو بالوں کی لٹیں خوب صورت سے

ان چاہی جنت

محترمہ عذرا رسول
السلام علیکم!
یہ سرگزشت رابعہ کی ہے۔ اس کی ماں اور ہے۔ بہن بہنوئی کی ہے لیکن غور کریں تو ہر عورت کی ہے۔ عورت کتنی مظلوم، کتنی بے بس ہے اس کا ادراک اس سچ بیانی کو پڑھ کر بخوبی ہو جائے گا۔ امید ہے یہ منفرد سی سچ بیانی سب کو پسند آئے گی۔

فہمی فردوس
(گوجرانوالہ)

دسمبر کی سردترین رات نصف سے زائد گزر چکی ہے۔ سردی اپنے جوبن پر ہے اور میں اپنے مختصر ترین صحن میں، کھلی چھت تلے، ایک جھلنگا سی چارپائی پر گٹھڑی بنی بیٹھی ہوں۔ گھٹنے موڑ کر سینے سے لگا رکھے ہیں اور ان مڑے ہوئے گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی ہوں کہ شاید اس طرح جسم کو فولڈ کرنے سے سردی کا احساس تھوڑا کم ہو جائے۔

میرے جسم پر اس وقت سوائے گرم کپڑوں اور ایک گھسی ہوئی شال کے اور کچھ نہیں ہے۔

پولیو ورکر

محترمہ عذرا رسول صاحبہ
السلام علیکم!
ایک سچ بیانی ارسال کررہا ہوں۔ ان کے کرداروں کے نام تبدیل کر دیئے ہیں پھر بھی واقعات دلچسپ ہیں۔ ان کے لیے سبق ہے جو زندگی کو کھیل سمجھتے ہیں۔ ماں باپ کے تجربے کو رد کرنے والی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔
آصف مالک
(کراچی)

ٹی وی پر خبر چل رہی تھی، پولیو مہم کے اگلے مرحلے میں کراچی کے ضلع وسطی میں بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے کی مہم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ یہ مہم اگلے تین روز جاری رہے گی۔ میں نے محسوس کیا کہ اماں کے چہرے پر یہ خبر سن کر یک وقت کئی رنگ گزر گئے تھے۔ انہیں یقیناً میری بہن صدف یاد آ گئی ہوگی، جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا تھا کہ وہ پولیو ورکر بن گئی ہے۔ بیٹی کی یاد نے اماں کے چہرے پر ایک کرب ضرور نمایاں کر دیا تھا، مگر وہ خاموش ہی رہیں۔ اس

جہنم در جہنم

محترمہ عذرا رسول
السلام علیکم!
اگست کا مہینا خوشیوں کا مہینا ہے۔ 1947ء کے اس مہینے میں ہمارے بزرگوں کی اور قائداعظم کی قیادت نے ہمیں پاک وطن کا تحفہ دیا جو آج ہم سر اٹھا کر جی رہے ہیں لیکن یہ مہینا بے شمار افراد کے لیے غم ناک بھی ہے۔ لاکھوں لاکھ گھر اجڑے، بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہوئیں، لاکھوں لاکھ درد بھری کہانیوں نے جنم لیا۔ بشریٰ کی کہانی بھی آنکھیں نم کردینے والی ہیں، آپ خود ملاحظہ کرلیں۔

نسرین اختر نینا
(اسلام آباد)

یہ سچ بیانی جو آج میں سنانے جارہی ہوں، اس کے کئی کردار آج بھی زندہ ہیں۔ پہلی بار یہ قصہ مجھے میری نانی نے سنایا تھا پھر تو ایک کے بعد ایک کئی لوگوں نے سنایا کیونکہ بشریٰ میری ننھیالی سیالکوٹ کے ایک نواحی گاؤں کی رہنے والی تھی۔ اس گاؤں سے ایک سڑک گزرتی تھی جو سیدھی جموں تک جاتی تھی۔ جموں میں بشریٰ کی ایک پھوپی زرینہ رہتی تھی۔ پاکستان کے قیام سے چند ماہ قبل وہ اپنے میکے آئیں اور اپنے بیٹے کے لیے بشریٰ کا رشتہ مانگا۔ زرینہ بی

اعزاز

جناب ایڈیٹر سرگزشت
سلام تہنیت!
لوگ طعنے دیتے ہیں، ببانگ دہل کہتے ہیں کہ معاشرہ خراب ہو چکا ہے۔ ہر طرف برائی پھیل چکی ہے۔ ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ قائداعظم، علامہ اقبال اور دیگر رہنماؤں نے ایسے پاکستان کا خواب کب دیکھا تھا؟ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ معاشرے کو کسی اور نے نہیں، خود ہم نے بگاڑا ہے۔ ہم نے اپنی ذمے داری کب نبھائی ہے؟ کاش ہر ایک شخص اقبال جعفر کی طرح اپنے بچوں کی تربیت کرے تو یہ ملک ترقی کی اوج پر پہنچ جائے گا، کاش ایسا ہو جائے۔

ساگر تلوکر
(میانوالی)

ہم سب دوست اکٹھے تھے۔ پُرجوش اور پُراُمید کہ یہ میچ بھی ہم جیت کر ہی لوٹیں گے۔ ہم سب دوستوں کا کرکٹ شوق ہی نہیں جنون تھا۔ اسکول سے واپسی پر گراؤنڈ کی طرف لپکنا ہمارا روز کا معمول تھا۔ آصف اقبال کو پاکستان آرمی میں جانے کا بہت شوق تھا۔ وہ دراز قد تھا۔ لانبے لانبے بال رکھے ہوئے تھے جو اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتے تھے۔ ہم اکثر اسے کہا کرتے تھے۔ ''یار تم ماڈلنگ میں جاؤ بہت کامیاب رہو گے۔'' تب وہ ہنس کر کہا کرتا تھا۔ ''میری

قربانی

محترم مدیراعلیٰ
سلام مسنون!
پاکستان عطیہ خداوندی ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لیے لاکھوں جانوں کی ہم نے قربانی دی ہے، آج کی نسل سوچ بھی نہیں سکتی کہ اسے حاصل کرتے وقت کیسی کیسی قربانیاں دی گئی ہیں۔ ایک بہت ہی الگ، خود میں منفرد قربانی زینت بی بی نے دی تھی۔ میں چاہ کر بھی وہ الفاظ یکجا نہیں کر سکتا جن کے سہارے زینت بی بی کو خراج تحسین دے سکوں آپ بھی ملاحظہ کریں کیسی انوکھی قربانی انہوں نے دی ہے۔

مظہر مشتاق
(کراچی)

اگست کا مہینا قریب آتے ہی میری نظروں میں اقبال کی امی کا چہرہ تیرنے لگتا ہے لیکن اقبال کی امی پر کچھ لکھنے سے پہلے اقبال کا تعارف کرادوں۔ اقبال میرا قریبی دوست بہت تابعدار، محنتی اور دوسروں کے کام آنے والا انتہائی شریف انسان تھا اور کیوں نہ ہوتا، زینت بی بی نے اپنی جوانی کی بہاریں لٹا کر بڑی محبت اور شفقت سے اس کی آبیاری کی تھی، تن تنہا محنت کر کے لوگوں کے کپڑے سلائی کر کے اور بچوں کو پڑھا کر اس کی پرورش کی تھی۔ وہ نیک سیرت، پڑھی لکھی اور شریف عورت تھی۔ پورا محلہ ہی دونوں ماں بیٹے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور عزت کرتا تھا۔